پاکستان کامروجہ احتسابی نظام اوراس کے ادارے:
(عہد فاروقی کے منہج حسبہ کے تناظر میں خصوصی مطالعہ)

Prevalent Accountability system of Pakistan and its institutes:
(A special study in the view of Faruqi era Manhaj e Hisbah)

Dr. Amjad Hayat
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture, National University of Modern Languages, Islamabad
Email: ahayat@numl.edu.pk

Dr. Muhammad Saeed
Lecturer, National University of Modern Languages, Faisalabad Campus
Email: muhammadsaeed1177@yahoo.com

ABSTRACT:

A well establish accountability system is required for the survival of a peaceful society while it is clear from the instruction of the Holy Quran and Sunnah that each and every person is accountant for his own act. Accountability is a second name of bidding the fair and forbidding the unfair so this article studies the value and importance of the accountability in the Holy Quran and Sunnah and in Islamic history especially in the era of Hazrat Umar Farooq (Radiya Allahu Anhu), which is famous in this regard, and the aims and objectives related to it. In addition, the establish accountability system of our country Pakistan and its various institutes for Accountability such as Judicial system, NAB (National Accountability Bureau), FIA (Federal Investigation Agency), FBR (Federal Board of Revenue), IB (Intelligence Bureau) etc. and the role of these institutes in establishing accountability in the country. In this article we had discussed the meaning and importance of accountability and then analysis of the accountability system of our country with the comparison of accountability system of Hazrat Umar.

Keywords: *Accountability, Importance, Institutes, era of Hazrat Umar*

حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو نظم مملکت قدرے مختلف تھا آپؓ کے دور میں اس نظام میں نہایت وسعت پیدا ہوئی اخلاق عامہ اور اسلامی اقدار کی ترویج کے لیے حضرت عمر نے متعدد اقدامات کیے اور خود محتسب کا فریضہ بھی انجام دیا۔ حسبہ کے لیے باقاعدہ عنوان نہ سہی، لیکن آپؓ نے ان تمام امور کو بحسن خوبی انجام دیا جو کسی بھی طرح حسبہ کے زمرے میں آسکتے ہیں۔ مقالہ ہذا میں آپؓ کے نظام حسبہ کے بارے میں بحث کی

گئی ہے کہ آپؓ کے دور میں نظام حسبہ کی کیفیت، طریقہ کار اور مستعمل وسائل کو بیان کرتے ہوئے عصر حاضر میں موجود جرائم کے سدباب کے لیے ممکنہ تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایک پر امن معاشرے کی بقا کے لیے بے لاگ احتساب کی بے حد ضرورت ہے فرمان الٰہی کے مطابق ہر انسان بقدر استطاعت محتسب ہے۔احتساب کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا دوسرا نام ہے۔ معروف سے مراد تمام شعبہ ہائے زندگی میں اللہ اور رسول کے احکام وفرامین کی پابندی کرنا، اس کے برعکس منکر کا اطلاق ہر اس طرز عمل پر ہوتا ہے جس سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو۔اس لیے مسلم معاشرے میں احتساب کی ضرورت اسلام کے ابتدائی دور سے ہی محسوس کی جاتی رہی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم عمل احتساب میں بہت حریص تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے درہ (درہ، کوڑہ: چمڑے کا تسمہ جس سے محتسب ضرب لگاتا ہے) ہاتھ میں اٹھایا اور احتساب کا اہتمام پہلے خود سے اور اپنے اہل وعیال سے شروع کیا۔ آپؓ کے مختلف واقعات اور فیصلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے احتسابی طریقوں کی وجہ سے معاشرے میں کس قدر امن وسکون تھا۔ دور حاضر میں بڑھتی ہوئی (انفرادی واجتماعی) بدعنوانی وبدنظمیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس موضوع تحقیق کی اہمیت کو محسوس کیا جاسکتا ہے کہ نظام حسبہ میں آپؓ کے طریقوں اور ان کے نتائج وثمرات کو اس طرح سے جمع کیا جائے تاکہ ہر کوئی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصل مقصد کو جانتے ہوئے اصلاح معاشرہ میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

حسبہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم

نظام حسبہ کے ابتدائی خدوخال رسالت مآب ﷺ کے مبارک دور سے ہی واضح طور پر متعارف ہو چکے تھے۔ حضرت عمر کے دور تک پہنچتے پہنچتے اس ادارے کا خاکہ اور بھی واضح ہو چکا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اصطلاح کی لغوی تحقیق پر طائرانہ نظر ڈالی جائے۔

لغوی طور پر حسبہ کئی معانی میں مستعمل ہے:

- **اول:** الحسب کافی ہونا، کفایت کرنا جیسے کہا جاتا ہے۔"مَرَرْتُ برجلٍ حَسْبِكَ"[1]۔
- **دوم:** حاسب یحاسب محاسبة وحسابا کے وزن پر حساب لینا، امور کی انتظامی نگرانی اور کسی بے اعتدالی کی صورت میں مناسب کاروائی کرنا، نفس کا محاسبہ کرنا۔
- **سوم:** باب، سمع یسمع اور حسب یحسب، کے وزن پر گمان کرنے، خیال لانے، ظن کرنے اور اعمال ومعاملات میں حسن نیت کا درس دیتا ہے۔

- **چہارم:** باب "نصر اور کرم کے "اوزان خاندانی شرف والا ہونا کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے جسے لوگ اپنے آباء کے مفاخر کے لیے بولتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے۔"حَسَبُهُ دينُهُ، ويقال مالُهُ. والرجل حسيبٌ".[2]
- **الحسبۃ** انتظام وانصرام کے معنٰی میں بھی آتا ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے۔"وَفُلَانٌ حَسَنُ الْحِسْبَةِ بِالْأَمْرِ، إِذَا كَانَ حَسَنَ التَّدْبِيرِ"، فلاں شخص معاملات میں اچھی تدبیر اور خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔
- **پانچویں:** احتسب يحتسب احتسابا مواخذہ کرنا جیسے کہا جاتا ہے "اِحْتَسَبَ فُلَانٌ على فُلَانٍ"[3] یعنی فلاں آدمی نے فلاں کا اس کے کسی قبیح کام پر مواخذہ کیا، اسی طرح اعمال صالحہ میں حسن نیت کیلیے بھی استعمال ہوا ہے جیسے آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".[4]
- **چھٹی:** حسبہ بمعنٰی رک جانا بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام ماوردی[5] فرماتے ہیں کہ یہ لفظ حسبک سے مشتق ہے محتسب بھی لوگوں کے حقوق میں کمی کرنے والوں سے ان کا تحفظ کرتا ہے۔
- **ساتویں:** حسب يحسب سے ایک مصدر الحسبان آتا ہے جس میں دو لغات ہیں ایک معنی عذاب ومصیبت ہے۔ الحُسْبانُ کا دوسرا معنٰی چھوٹے تیر اور اس کا واحد حُسْبانَةٌ ہے۔[6]

لفظ الحسبۃ کئی معانی کے لیے مستعمل ہے اور ان سب معانی میں کسی قدر مطابقت پائی جاتی ہے جیسے کافی ہونا، کفایت کرنا، بے اعتدالی پر محاسبہ ومواخذہ کرنا، گمان وخیال کرنا، خاندانی شرف والا ہونا، انتظام وانصرام کرنا، اچھی نیت، حساب وگنتی وغیرہ ان سب معانی میں الحسبہ اور اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نظام الحسبہ واحتساب میں یہ سب امور شامل ہیں اور اگر ان سب کو محتسب وحسیب میں دیکھا جائے تو اس میں بھی یہ خواص پائے جاتے ہیں یعنی محتسب مظالم وتعدی اور لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کفایت کرتا ہے، وہ مختلف امور کی نگرانی کرتا ہے اور بے اعتدالی کی صورت میں مناسب اقدامات کرتا ہے، مظالم وبے قانونی پر بطور مواخذہ سزا بھی دیتا ہے، لوگوں کے امور کی نگرانی کرتا ہے اور سب امور مہمہ پر اجر وثواب کی نیت رکھتا ہے۔

حسبہ کا اصطلاحی مفہوم:

حسبہ امر بالمعروف کا نام ہے جب کہ اسے علی الاعلان ترک کیا جارہا ہو اور نہی عن المنکر ہے جب کہ علی الاعلان اس کا ارتکاب ہورہا ہو اور محتسب وہ شخص ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔[7]

امام ابن خلدون کہتے ہیں: حسبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے متعلق خالص دینی امر ہے اور یہ ایسا امر ہے جسے مسلمانوں کے امور کے قائم کرنے والے یعنی حاکم پر فرض ہے کہ وہ اہل شخص کو اس کام پر متعین کرے محتسب کے

معاون وانصار مقرر کرے جو منکرات پر بحث کریں اور مجرموں کو بطور تادیب سزائیں دیں۔[8]

احتساب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مجموعہ کا نام ہے عدل واخلاق بھی اس میں شامل ہیں غرض ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے یعنی وہ تمام امور جن کا تعلق اخلاق و معاشرت، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت، قانون و دستور اور مذہب و سیاست سے ہے۔ ان میں احکام خداوندی اور تعلیمات محمدی ﷺ کے مطابق عمل کرنا معروف کہلاتا ہے اور اس کے برعکس منکر کا اطلاق ہر اس طرز عمل اور زاویہ فکر پر ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ناپسند فرمایا ہو۔ اسلامی نظام حیات کے ہر شعبہ کو دجل وفریب، منافقت وریاکاری، ذخیرہ اندوزی اور ظلم وزیادتی سے پاک کرنا نہی عن المنکر کہلاتا ہے۔[9]

محمد رافت عثمان کہتے ہیں کہ حسبہ ایسا خالص دینی امر ہے جو قضا سے مشابہ ہے جسے اسلامی تاریخ سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور یہ حسبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فکر پر قائم ہوتا ہے۔[10] حسبہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر یعنی ناپسندیدہ کام سے روکا جائے تاکہ جس کو منع کیا جارہا ہے وہ برائی کے ارتکاب سے رک جائے۔[11]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "أَصْلُ ذَلِكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ جَمِيعَ الْوِلَايَاتِ فِي الْإِسْلَامِ---".[12]

معلوم ہو کہ اسلام میں تمام وزارتوں کی ایک ہی غرض وغایت ہے کہ دین پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔

ان تمام ولایات میں یہ بنیادی طور پر شرعی ولایت و دینی منصب ہے تو ان ولایات میں سے جس نے علم کے ساتھ عدل کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی حتی المقدور اطاعت کی تو ایسا محتسب متقی صالحین میں سے ہے اور جس نے ظلم کیا اور جہالت کے ساتھ اس میں عمل کیا تو گناہگار ظالموں میں سے ہے اور اللہ کا یہ قانون ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ، وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾[13]

بیشک نیکوکار جنت میں اور گناہ گار جہنم میں ہیں۔

توجب ایسا ہے تو سپہ سالاری بھی اس زمانے کے شامی و مصری عرف کے مطابق اقامت حدود کے ساتھ خاص تصور کی جائیگی ایسی حدود کہ جس میں اتلاف کیا جاتا ہے جیسے چور کا ہاتھ کاٹنا، جنگی سزائیں وغیرہ اور وہ سزائیں جس میں اتلاف نہیں ہوتا جیسے چور کو کوڑے، جھگڑوں کے فیصلے اور ایسی تہمتیں جن میں کوئی ثبوت و گواہ نہ ہو، یہ سب حسبہ میں داخل ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ محتسب وہ ہے جو امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فرض انجام دے اور یہ والیوں، قاضیوں اور اہل دیوان کے خصائص کے علاوہ ہے اسی طرح یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسا حکم جو لوگوں پر کسی دعویٰ پر موقوف نہ ہو یعنی اس میں دعویٰ ضروری نہیں، تو یہ ولایت حسبہ ہے۔[14]

امام سنامی[15] کہتے ہیں احتساب یہ ہے کہ معروف کو جب چھوڑ دیا جائے تو اس کے چھوڑنے کے ازالہ کا حکم دینا امر بالمعروف اور منکر کو کیا جائے تو اس کے ازالہ کا حکم دینا نہی عن المنکر ہے۔

"الْحِسْبَة فِي الشَّرِيعَة عَام تتَنَاوَل كل مَشْرُوع". حسبہ میں ہر شرعی کام کہ جسے اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے شامل ہے اور یہ عرف میں چند امور کے ساتھ مخصوص ہے۔[16]

کشف الظنون میں علم الاحتساب کے بارے مذکور ہے کہ وہ ایسا علم ہے جو اہل شہر کے درمیان واقع ہونے والے روزمرہ کے معاملات سے کہ جن کے بغیر تمدن کی تکمیل نہیں ہو سکتی، اس طرح بحث کرتا ہے کہ فریقین میں مکمل رضامندی کے قیام کی غرض سے عدل و انصاف کے مطابق چلانا کیونکر ممکن ہے۔ علم الاحتساب کا مقصد عوام کی اصلاح کے لیے حسب ضرورت اور بقدر ضرورت زجر و توبیخ ہے اس کام کی خاطر لوگوں کو اچھائیوں کا حکم دیا جاتا ہے اور برائیوں سے روکا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان تنازعات، فخر و مباہات پیدا نہ ہوں اور نہ ہی ایک دوسرے سے بلا وجہ تجاوز کی کوشش کریں یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ لوگوں کو باز رکھنے کے لیے مناسب طریقے اختیار کرے اس کے بعض اصول و قواعد فقہی ہیں بعض استحسان پر مبنی ہیں کہ جن کے بارے حکومت ہی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور اس کا فائدہ شہروں کے امور کو بہتر طریقے سے چلانا ہے۔[17]

یہ ایک نگران ادارہ ہے جو حکومت قائم کرتی ہے اور اسے اسکے خاص ملازمین چلاتے ہیں۔ اس کا مقصد اخلاق، مذہب اور اقتصادیات کے دائرے میں افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہو، تاکہ عدل و انصاف اور اقتدار اعلیٰ کو بروئے کار لایا جا سکے اور اس معاملہ میں شریعت اسلامی اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف و پسندیدہ طریقے مروج ہیں ان کی روشنی میں اس اہم کام کو سرانجام دیا جا سکے۔[18]

حاصل کلام یہ ہے کہ حسبہ و احتساب اسلامی ریاست میں ایسا نگران ادارہ ہے جس کی بنیاد اوامر الٰہی اور منہیات الٰہی کی عظمت کو معاشرے میں قائم کرنا ہے اور اس سے معاشرے کی اصلاح وابستہ ہے۔ یہ ادارہ ملکی سالمیت اور عامۃ الناس کے مصالح کا تحفظ کرنے والا ادارہ ہے اس کا دائرہ کار اتنا وسیع ہے کہ اسی نظام کے تحت حاکم وقت کا بھی احتساب ہوتا ہے اور رعایا کا بھی، تجار و صنعت کار ہوں یا خریدار، عہدے داران بالا ہوں یا ماتحت سب افراد کی اصلاح کا ضامن نظام الحسبہ ہے اور یہ سب کی اصلاح کے لیے ایک منظم نظام ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی ادوار میں ایسے حکمران و والی گزرے ہیں جو بذات خود محتسب تھے اور ساتھ ساتھ محتسب کا تقرر بھی کرتے تھے۔ محتسب بے باکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہر بے اعتدالی پر چاہے وہ حاکم سے سرزد ہو یا عوام سے، اس کا احتساب کرتا تھا اور جہاں بطور تادیب سزا کی ضرورت ہوتی سزا بھی دیتا مگر احتساب شعبہ قضا کا مترادف نہیں کیونکہ قضا میں باقاعدہ گواہوں اور

ثبوتوں کی بناپر فیصلہ کیا جاتاہے اور پھر انتظامیہ اس پر عمل درآمد کرواتی ہے جبکہ حسبہ میں محتسب فوری سزا بھی دیتا ہے اور وعظ ونصیحت سے اصلاح کی بھی کوشش کرتا ہے۔

شریعت اسلامی میں حسبہ کا تصور:

حسبہ چونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے عبارت ہے اور معروف کی ترویج اور منکرات کی روک تھام حسبہ واحتساب کی بنیاد ہے اس لیے وہ تمام امور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں آتے ہیں، احتساب میں شامل ہیں چاہے وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد جیسے ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾[۱۹]

بیشک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتاہے، رشتہ داروں کو دینے، فحاشی، منکر وبغاوت سے رکنے کی نصیحت کرتاہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

یہ آیت حسبہ میں بنیاد کا درجہ رکھتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جو امور بیان کیے ہیں وہی حسبہ سے مقصود ہیں یعنی محتسب کا کام ہے کہ وہ عدل واحسان کا حکم کرے عدل واحسان کے قیام کی مساعی کرے، راہ خدا میں دینے، رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی ترغیب دے تاکہ معاشرے میں انس ومحبت اور ایثار وقربانی کے احساس کی فضا پیدا ہو۔ منکر وبغاوت سے رکنے کی نصیحت کرے اور جہاں تادیبی کاروائی کی ضرورت ہو وہاں سزا بھی دے تاکہ ریاستی نظام تعطل کا شکار نہ اور امن وعافیت اور سلامتی پیدا ہو کیونکہ منکرات سے ایک تو اللہ کی مدد نہیں آتی دوسرا اس کے معاشرے پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں پھر بغاوتیں پیدا ہوتی ہیں جن سے ملکی سالمیت اور مصالح عامۃ الناس متاثر ہوتے ہیں۔

اسی طرح تمام آیات جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں آیات حسبہ کی مشروعیت کی دلیل ہیں اور قرآن کریم میں حسبہ کے مختلف اسالیب مذکور ہیں جیسے کبھی تو اللہ تعالیٰ کسی کام کا حکم دیتے ہیں، کہیں اللہ تعالیٰ نے مومنین کا اسے وصف لازم قرار دیاہے اور اسے اس امت کی خیریت کا سبب قرار دیاہے جیسے ارشاد ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[۲۰]

تم بہترین اُمت ہو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے نکالے گئے ہو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے، ان میں سے کچھ مومن اور اکثر فاسق ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امت کی خیریت کا سبب ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو قرار دیا ہے اور نظام حسبہ کی بنیاد ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور اوامر و نواہی کے بیان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو کتب نازل کی ہیں ان کے مطابق زندگی کو ڈھالنا محتسب کی ذمہ داری ہے اس آیت کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے فاسق یعنی دین اسلام سے خارج ہونے کا سبب اپنی کتب ساوی کی عدم پیروی کو قرار دیا ہے اور ان کی بہتری کو ایمان علی محمد ﷺ کے ساتھ مشروط کیا ہے کیونکہ امام طبری کے مطابق ان کی کتب آپ ﷺ کی بشارات سے بھری ہوئی ہیں ان پر لازم تھا کہ اپنی کتب پر عمل پیرا ہوتے ہوئے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔[21]

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [۲۲]

وہ لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سبقت اختیار کرتے ہیں اور وہی لوگ صالحین میں سے ہیں۔

اور اس کی غایت کے طور پر وضاحت کی گئی ہے کہ اگر ان کو زمین میں قرار و حکومت دی جائے تو یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو رواج دیں گے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [۲۳]

تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور وہی لوگ فلاح یاب ہیں۔

ایسے ہی ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾ [۲۴]

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو یہ نماز قائم کریں گے زکاۃ دیں گے، نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو صالحین کا وصف قرار دیا ہے اور معاشرے کی ترقی ہی اسی میں ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو پیدا کرے جن میں ایسی صفات ہوں جو معاشرے کو صالح بنا کر اللہ کی خوشنودی اور ابدی راحت بصورت جنت حاصل کریں یہ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی جیسے دوسری آیت میں

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا وصف بیان کیا کہ اگر ان کو حکومت دی جائے تو یہ وہی کام کریں گے جو اللہ چاہتے ہیں جن سے معاشرہ درست ہوتا ہے اس کے لیے نماز و زکاۃ کے نظام کا قیام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نظام قائم کرنا ان کا وصف قرار دیا ہے اور یہ سب امور نظام حسبہ میں مطلوب ہیں۔

اور اس کو ترک کرنا لعنت کا مستحق ٹھہرنا ہے جیسے ارشاد فرمایا: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ، كَانُوا لا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾[۲۵]

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر داود، عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور حد سے بڑھ گئے تھے۔

احادیث نبویہ ﷺ میں احتساب و حسبہ سے متعلق ہدایات:۔

سنت نبوی ﷺ سے ایسی کئی نصوص ہیں جو نظام حسبہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ".[۲۶]

جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برائی کو روکنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا جا سکتا ہے اور جہاں طاقت کے ذریعے ممکن نہ ہو وہاں زبان سے برائی کی مذمت اور اسے روکنے کی کوشش کی جانی چاہیے اور یہ دو مضبوط ایمان کے درجے ہیں اور محتسب بھی یہی کرتا ہے جہاں تک ممکن ہو ہاتھ سے برائی کو روکنے کی کوشش کرتا ہے جہاں ضرورت ہو تعزیر کے طور پر سزا دے سکتا ہے اور جہاں وعظ و ارشاد کے ذریعے احتساب کی ضرورت ہو وہاں صرف وعظ سے ہی کام لے سکتا ہے تو جب ایسا معاشرہ پیدا ہو گا کہ برائی کو ہاتھ یا زبان سے مٹانا ممکن ہو تو لوگوں کے دلوں میں منکرات سے نفرت پیدا ہو گی اور وہ بھی برائی کو روکنے کی مساعی کرتے رہیں گے کم از کم درجہ میں برائی کو دل سے تو برا جانیں گے۔

"لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ، ثُمَّ يَدْعُو خِيَارُكُمْ، فَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ".[۲۷]

تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو، اگر ایسا نہ کروگے تو تم پر اللہ تم ہی سے برے لوگ مسلط کر دیں گے پھر تمہارے اچھے لوگ دعائیں مانگیں گے تو ان کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

"أَفْضَلُ شُهَدَاءِ أُمَّتِي رَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهَاهُ عَنْ الْمُنْكَرِ فَقَتَلَهُ عَلَى ذَلِكَ".[۲۸]

میری اُمت کا اُفضل شہید وہ ہے جو ظالم امام کے سامنے کھڑا ہو اور اسے نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے تو امام اسے اس فعل کی پاداش میں قتل کر دے۔[29]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محتسب کا کام حکمرانوں کو بھی وعظ و نصیحت کرنا اور انہیں ظلم و جور سے روکنا بھی ہے اور اسے حاکم وقت کے جور و ظلم سے نہیں ڈرنا چاہیے بلکہ وہ اپنے فرائض کو عمدگی کے ساتھ انجام دے اور اگر حاکم محتسب کو امر بالمعروف پر سزا کے طور پر قتل کر دے تو وہ اس اُمت کا اُفضل شہید ہے۔

امر بالمعروف کو چھوڑ دینا ہلاکت و بربادی کا باعث ہے اور ایسی قوم کو حضرت عمرؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے بری قوم قرار دیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ لَا يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ"[30]

ایسی قوم کے لیے ہلاکت ہے جو انصاف کا حکم نہیں کرتی اور ہلاکت ہے اس قوم کے لیے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتی۔

اسی طرح آپ ﷺ کے کئی اقوال ہیں جو مظالم سوق یا بازار و تجارت کی اصلاح پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے آپ ﷺ نے فرمایا: "الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ، وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ".[31]

دوسرے شہر سے سامان لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

"لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ".[32] ذخیرہ اندوزی کرنے والا غلطی پر ہے۔

"دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ".[33]

لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے کے ذریعے رزق دیتا ہے۔

"لا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أن يغرز خشبته فِي جِدَارِهِ".[34]

کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی ہی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔

رسول اللہ ﷺ خوراک کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو نمی محسوس ہوئی، تو آپ نے غلے کے مالک سے پوچھا: یہ کیا ہے تو اس نے کہا یا رسول اللہ یہ بارش سے بھیگ گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا".[35]

تم نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے اور جس نے ملاوٹ کر کے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

ان تمام احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے معاشرے کی اصلاح کے لیے محتسب کا کردار عملی طور پر ادا کیا اور ایسے فرامین ارشاد فرمائے جن پر عمل پیرا ہو کر ایک اسلامی ریاست احتساب کے نظام کو بہتر سے بہتر انداز سے اپنا سکتی ہے۔

نظام حسبہ کا بنیادی مقصد:

دین اسلام کا کوئی بھی حکم انسانی عقل کے لیے نقصان دہ نہیں ہے اور نہ ہی جسم کے لیے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو بے لگام بھی نہیں چھوڑا گیا کہ صرف اپنی عقل کی بنیاد پر فیصلے کرتا رہے بلکہ اس مقصد کے حصول کے لیے وحی کے سلسلہ کو رکھا گیا اور ساتھ ساتھ عقل کے استعمال کا دروازہ بھی کھلا رکھا گیا ہے۔ قرآن میں جا بجا انسان کو تفکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ کے ہر حکم میں حکمت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے کبھی انسان کی سمجھ میں آتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔ پانچ مقاصد شریعت جو کہ علماء اسلام نے بیان کیے ہیں جو کہ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسل، حفظ مال ان میں جو بھی چیز آئے گی وہ مصلحت کہلائے گی۔ قرآنی نصوص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی بنیادی ضرورت ہی حفظ دین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[36]

اور میں نے جن اور آدمی نہیں پیدا کیے مگر یہ کہ میری عبادت کریں۔

عبادت صرف چند مخصوص اُمور کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ یہ اصطلاح انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے اور اس دین کی تبلیغ کی وجہ سے اس امت کو خیر امت کا تاج پہنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ دعوت کا طریقہ بھی بتا دیا گیا کہ عمدہ طریقہ سے دعوت دی جائے۔ اب دین کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اُوامر پر مکمل طور پر عمل کیا جائے اور منکرات سے مکمل بچا جائے۔ حسبہ کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ دین صرف اللہ کا باقی رہے کیونکہ یہ دین انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے ضروری ہے تاکہ اسلامی قوانین کا نفاذ ہو اور معاشرتی بیماریوں کا خاتمہ ہو سکے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور حسبہ میں فرق:

الحسبہ کا لغوی و اصطلاحی تصور ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ملتا ہے جن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر ہر مسلمان عاقل و بالغ کا انفرادی اور مسلم معاشرے کا اجتماعی فریضہ ہے کہ وہ حسب استطاعت نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اس کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جبکہ اس انفرادی واجتماعی فریضہ کی بجاآوری میں حکومت بھی ان معاملات میں ذمہ دار ہے جن میں قوت اور جبر کی ضرورت ہوتی ہے اور افراد ان میں بے اختیار ہوتے ہیں، ایسے فرائض حکومت کا مخصوص ادارہ ہی سرانجام دے سکتا ہے الحسبہ ایسے ہی اجتماعی دینی ادارے کا نام ہے جسکی دینی اہمیت وافادیت تاریخ اسلام کے ہر دور میں تسلیم کی گئی ہے۔

حسبہ کی ضرورت واہمیت:

حسبہ کی ضرورت واہمیت اس امر سے واضح ہے کہ:

1۔ حسبہ وصف ذات باری جل تعالی ہے:

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾[٣٧]

بیشک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور رشتہ داروں کو ان کا حق دینے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فحش ومنکرات اور سرکشی سے منع کرتے ہیں اللہ تمہیں نصیحت کرتے ہیں تاکہ تم یاد کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معروفات کے حکم دینے اور برائی ومنکرات سے روکنے کو اپنا وصف بیان فرمایا ہے۔

2۔ حسبہ وصف رسالت مآب ﷺ ہے:

جیساارشاد ربانی ہے: ﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[38]

وہ (رسول ﷺ) نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

3۔ حسبہ انبیا کی بعثت کا مقصد ہے:

جیسے ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾[٣٩]

اور یقینا ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے تاکہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو۔

4۔ حسبہ مومن مرد وعورت کا بنیادی وصف ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[٤٠]

مومنین ومومنات ایک دوسرے کے دوست ہیں نیکیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں۔

اس آیت میں مومنوں کا وصف امر بالمعروف ونہی عن المنکر بیان فرمایا گیا۔ ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حسبہ ایک خالص دینی امر ہے اور ایسا وصف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور رسول کی امت ومتبعین کا خاصہ قرار دیا ہے یہ امر حسبہ کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ رب العالمین اور اس کا پیغمبر اور اس کے بندے ایک ہی وصف سے متصف ہیں۔

5۔ مصائب وآفات انسانی اعمال کا نتیجہ ہیں:

اس کی اہمیت وضرورت اس امر سے بھی واضح ہے کہ دنیا میں انسان پر مصائب وآفات انسان کے اعمال کی وجہ سے آتی ہیں جیسے اعمال ہونگے اس کے مطابق اس سے دنیا میں معاملہ کیا جاتا ہے کیونکہ انسان کو بلاوجہ وبے مقصد نہیں پیدا کیا گیا بلکہ اس کو ذمہ دار بنایا گیا ہے اور اس سے پوچھ گچھ ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى﴾[41] کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

یعنی انسان پر مصائب تادیب (فسق بحالت ایمان ہو تو)، انتقام (فسق وعدوان ایسا ہو کہ اس کی تلافی نہ کی جا سکے سوائے انتقام کے) یا استیصال کے لیے (اگر کفر وعدوان اللہ کے راہ میں حائل ہو) آتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾[42]

اور جو بھی مصیبت انسان کو پہنچتی ہے وہ اس کی کمائی ہوئی ہے اور اللہ تو بہت سوں کو معاف کرتا ہے۔

تو اللہ چاہتے ہیں کہ انسان اس کا مطیع ومنقاد بن کر فلاح پالے تو اگر کوئی گناہ کرتا ہے یا ایک گروہ گناہ میں ملوث ہے اور دوسرے لوگ اسے روکنے کی جسارت نہیں کرتے تو سب ہی گناہ گار ہونگے اور وہی مصیبت دوسروں کو بھی پہنچے گی جیسے قوم موسیٰ علیہ السلام کے بچھڑے کی عبادت کرنے سے نہ روکنے والے گروہ کے ساتھ معاملہ کیا گیا تھا۔

6۔ برائی کو مٹانا سلامتی ہے:

برائی کو نہ مٹانا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ برائی کو دیکھیں اور اسے ختم نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔[43]

جبکہ مسند الحمیدی میں ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا مواخذہ نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب ان کو لپیٹ لے۔[44]

یہی وجہ ہے کہ انسان چاہے جتنے بھی اچھے اعمال انفرادی طور بجالائے مگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دے تو اسے اچھے اعمال اس فریضہ کے چھوٹنے سے عذاب سے نہیں بچا سکتے جیسا کہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اہل قریہ عذاب میں مبتلا کیے گئے حالانکہ ان کے اٹھارہ ہزار اعمال انبیا علیہم السلام جیسے تھے تو اس پر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیسے عذاب میں مبتلا کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کے لیے غضبناک نہیں ہوئے، انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کیا تھا۔[45]

7۔ حسبہ کی ضرورت واہمیت اس کے دائرہ کار سے بھی واضح ہوتی ہے:

اس کے تحت ذیل امور آتے ہیں۔

1. امر بالمعروف و نہی عن المنکر، مجمع عام میں حسب ضرورت وعظ و نصیحت۔
2. کیل و وزن کے اوزان و پیمانوں اور ان کی مقادیر کی اصلاح۔
3. بازاروں میں سامان خرید وفروخت کی نگرانی اس طور پر کہ کوئی دھوکہ، ملاوٹ نہ کر سکے اور دھوکہ وفریب کرنے کی اصلاح کے لیے سزا، تعزیر و حدود کے طور پر مواخذہ کرنا۔
4. مصنوعات، کاریگر، اور مصنوعات کے خریدار کی نگرانی کرنا اور ان پر نظر رکھنا کہ کہیں دھوکہ وفریب تو نہیں ہو رہا اور اگر ان میں تنازعات پیدا ہو جائیں تو ان میں فیصلہ کرنا۔
5. مختلف نقود و ثمن پر نظر رکھنا کہ کہیں جعلی و کھوٹے سکے سے دھوکہ نہ دیا جا سکے۔
6. مختلف ایسے معاملات میں اختلافات اور تنازعات کہ جن میں عدالت جانے کی ضرورت نہیں ہوتی ان کو بر موقع حل کرنا، ایسے معاہدات جن پر فقہ اسلامی کا اتفاق ہے ان کی نگرانی کرنا۔
7. معاشرتی جرائم جیسے خیانت، چوری، ملاوٹ، گناہوں پر اصرار، رذیل حرکات کا ارتکاب اور احکام دین کی مخالفت کرنے والوں کو بوقت وقوع جرم فوری کوڑے مارنا۔
8. شریعت کے خلاف ہر نئی چیز یعنی بدعت کی روک تھام کرنا، اسی طرح ذخیرہ اندوزی کیے ہوئے اموال کو منظر عام پر لانا جمعے کے دن اذان ہونے کے بعد بیع و شرا کو روکنا، سودی معاملات کی روک تھام کرنا اسی طرح حرام اشیا کی خرید وفروخت جیسے شراب، خنزیر کا گوشت، بتوں کی خرید وفروخت وغیرہ کی روک تھام کرنا۔
9. غذائی و ادویاتی اجناس و اشیا کی نگرانی کرنا کہ کہیں مضر صحت اشیا کی خرید وفروخت نہ ہوتی ہو اور اس معاملہ میں دھوکہ سے کام نہ لیا جا رہا ہو اسی طرح ادویات کی صنعت کی دیکھ بھال کرنا کہ اس میں کوئی حرام اشیا کا استعمال نہ ہو۔ اسی طرح ہسپتالوں کی نگرانی بایں طور کہ صفائی ستھرائی کا انتظام اچھا ہو۔
10. راستوں اور سڑکوں کی نگرانی کرنا بھی محتسب کی ذمہ داری ہے۔
11. اسی طرح طہارت کے آلات، طہارت کی جگہیں، مساجد و مدارس اجتماعات کی جگہوں، پانی کی چشموں، نہروں وغیرہ پر بھی نظر رکھنا بھی محتسب کی ذمہ داری ہے تاکہ ان چیزوں کے ساتھ جو دینی و معاشرتی اصلاح کے جو امور مربوط ہیں ان کی نگرانی کی جائے۔[46]

المختصر محتسب کے فرائض میں جتنے بھی امور شامل ہیں وہ عمومی طور پر دینی و معاشرتی اصلاح اور احکام خداوندی کی حفاظت کے لیے ہیں جس ملک میں حسبہ کا بہترین نظام قائم ہوگا اس میں معاشرتی برائیاں کم ہو جائیں گی۔ یہ ایک خالص دینی فریضہ ہے جسے آپ ﷺ کی ذات گرامی سے لے کر آج تک ہر مسلم ریاست میں اپنایا گیا ہے۔

معاصر نظام حسبہ اور اس کے ادارے

نظام حسبہ جیسا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہم ترین اور ہمہ جہت نظام اوائل اسلام یا خلافت راشدہ میں تھا وہ آج اس طرح نہیں رہا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور جو خاص الخاص احتساب یا حسبہ کا لفظ معاصر نظام میں صرف مالی جرائم کے لیے مقرر ہے بہر حال یہاں اختصار کے ساتھ ذیل میں کچھ اداروں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ عدلیہ یا شعبہ قانون و انصاف:۔

عدلیہ کا نظام تمام جرائم کی روک تھام کے لیے پاکستان اور تمام دنیا میں قائم ہے۔ نظام عدلیہ کو بہتر بنانے اور عوام کو سستہ انصاف فراہم کرنے کے لیے پاکستان میں ہر تحصیل میں سیشن کورٹ، ڈسٹرکٹ کورٹ، صوبائی سطح کی سب سے بڑی عدالت ہائی کورٹ اور پوری ریاست کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ قائم کی گئی ہے اور تمام مقدمات میں سہولت کے پیش نظر اور انصاف کی تشفی کے لیے کوئی بھی شخص سیشن کورٹ میں عدم تسلی پر درجہ بدرجہ بالائی عدالتوں میں درخواست دائر کر سکتا ہے۔ عدلیہ ہی کے ماتحت وفاقی شرعی عدالت بھی قائم ہے جس میں عمومی طور پر شرعی مقدمات جیسے نکاح و طلاق، حدود و قصاص کے مقدمات فیصل ہوتے ہیں جبکہ ریاست آزاد جموں و کشمیر کی ہر سیشن کورٹ میں فوجداری مقدمات کے لیے باقاعدہ قضاۃ کا تقرر کیا جاتا ہے اور جج اور قاضی دونوں مقدمات کے فیصلوں میں ایک دوسرے سے مشاورت کرتے ہیں۔ اگرچہ عدلیہ کا نظام لوگوں کو انصاف فراہم کرنے اور جرائم کی روک تھام کے لیے بنایا گیا ہے مگر ہمارے نظام عدلیہ میں عموماً انصاف سستا اور جلد فراہم نہیں ہوتا بلکہ ایک چھوٹے سے مقدمے پر کئی سال بیت جاتے ہیں اس کے علاوہ سیاسی عمائدین بھی کمزور طبقے یا مظلوم پر مقدمہ ختم کرنے کے لیے دباو ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے انصاف فراہم نہیں ہو پاتا یا انصاف کی فراہمی میں زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے۔ ججز مقدمات کے فیصلے سنانے میں سیاسی دباو کا شکار بھی ہوتے ہیں اس لیے عصر حاضر میں اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خلافت راشدہ کے نظام تربیت سے استفادہ کی اشد ضرورت ہے۔

۲۔ قومی احتساب بیورو یعنی NAB:

The National Accountability Bureau is Pakistan's apex anti-corruption organization .It is charged with the responsibility of elimination of

corruption through a holistic approach of awareness, prevention and enforcement .It operates under the National Accountability Ordinance-1999. With it headquarter at Islamabad, it has seven regional offices at Karachi, Lahore, Peshawar, Quetta, Rawalpindi, Multan and Sukkur .It takes cognizance of all offences falling within the National Accountability Ordinance (NAO).[47]

ترجمہ: قومی احتساب بیورو پاکستان کا سب سے بڑا انسداد بد عنوانی کا ادارہ ہے۔ اس پر بیداری، روک تھام اور نفاذ کے جامع نقطہ نظر کے ذریعے بد عنوانی کے خاتمے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ یہ قومی احتساب آرڈیننس ۱۹۹۹ کے تحت کام کرتی ہے۔ اس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے، اس کے کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، راولپنڈی، ملتان اور سکھر میں سات علاقائی دفاتر ہیں۔ اس میں قومی احتساب آرڈیننس (این اے او) کے تحت آنے والے تمام جرائم کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

یہ ادارہ خصوصی طور پر مالی بد عنوانیوں اور کرپشن کے خاتمے کے لیے ۲۰۰۰ء میں تشکیل دیا گیا تھا اور اس میں خاص الخاص حکومتی عہدے داروں کے مقدمات کی تحقیقات کی جاتی ہیں اور جرم کے مطابق سزائیں دی جاتی ہیں، کرپشن کیا گیا مال واپس لینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہ یہ ادارہ اگرچہ اچھے مقاصد کا حامل ہے مگر نہ تو مالی بد عنوانی دور کی جا سکی اور نہ ہی لوٹی گئی رقم واپس لی جا سکی بلکہ اس ادارے کو طاقت وروں کا کٹھ پتلی بنا دیا گیا اور ہر آنے والی حکومت اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے اپنے سیاسی انتقام کے لیے نیب کو استعمال کرتی ہے۔ عرصہ دراز تک اس میں مقدمات کی تحقیق کا عنوان چلایا جاتا ہے مگر پھر کوئی خاص نتائج بر آمد نہیں ہو پائے۔

۳۔ وفاقی تحقیقاتی ادارہ FIA :

A law enforcement agency which not only enjoys the respect of the society, for its integrity, professional competence, and impartiality but also serves as a role model for provincial police forces.[48]

ترجمہ: قانون نافذ کرنے والی ایک ایجنسی جو نہ صرف معاشرے کی سالمیت، پیشہ ورانہ اہلیت اور غیر جانبداری کے لیے عزت حاصل کرتی ہے بلکہ یہ صوبائی پولیس فورس کے لئے ایک ماڈل کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔

اس ادارے کا مقصد انسانی سمگلنگ، سائبر کرائمز کی روک تھام ہے اور مالی بد عنوانیوں کو روکنے کے لیے بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر صوبے میں انسداد بد عنوانی کا محکمہ موجود ہے جس کا مقصد ہر طرح کی بد عنوانی کا خاتمہ ہے اور بد عنوانی کے خاتمے کے لیے بد عنوانی کے اسباب کو زیر غور لانا اور تحقیقات کرنا بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔

۴۔ فیڈرل بورڈ آف ریونیو FBR : یہ ادارہ ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے خلاف کاروائی کرتا ہے۔

The Federal Board of Revenue (FBR) is a special government association of Pakistan to investigate money laundering and tax evasion crimes .The FBR works with all individuals and organizations to strengthen tax assessment in the nation.[49]

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) منی لانڈرنگ اور ٹیکس چوری کے جرائم کی تحقیقات کے لئے پاکستان کی ایک خصوصی حکومت ایسوسی ایشن ہے۔ایف بی آر قوم میں ٹیکس کی تشخیص کو مستحکم کرنے کے لئے تمام افراد اور اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔

۵۔انٹیلی جنس بیورو:

The Intelligence Bureau (سررشتۂ سراغرسانی، پاکستان) Reporting name: (IB), is a civilian intelligence agency in Pakistan.Established in 1947, the IB is Pakistan's oldest intelligence agency. Appointments and supervision of its operations are authorized by the Prime Minister of Pakistan.[50]

ترجمہ: انٹیلیجنس بیورو (اردو: سررشتۂ سراغرسانی، پاکستان)؛رپورٹنگ کا نام: IB)، پاکستان میں ایک سویلین انٹیلی جنس ایجنسی ہے۔۱۹۴۷ میں قائم کیا گیا، آئی بی پاکستان کی سب سے قدیم خفیہ ایجنسی ہے۔اس کی کارروائیوں کی تقرری اور نگرانی وزیراعظم پاکستان کے ذریعہ کیجاتی ہے۔

جرائم کی روک تھام یا مالی جرائم کی تحقیقات کے لیے جو بھی ادارے قائم کیے گئے ان کے لیے اضافی امداد یا معاون ادارے کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔

۷۔دیگر احتساب کرنے والے ادارے:

عصر حاضر میں پولیس اور فوج کے ادارے جہاں ملک کے داخلی وخارجی مصالح کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں وہیں ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں تاہم جب حالات خراب ہو جائیں، امن واستحکام کو خطرہ ہو، بغاوتوں اور شورشوں کا زور ہو وہاں افواج اور پولیس کی مدد لی جاتی ہے، علاوہ ازیں پولیس کا ایک اہم کام معاشرتی جرائم کی ابتدائی روک تھام ہے۔

مروجہ احتسابی نظام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منہج حسبہ کے تناظر میں استفادہ کی صورتیں

امیر المومنین عمر بن خطاب کا نظام حسبہ پر بڑا گہرا اثر ہے یہاں تک کہ نظام حسبہ منسوب ہی آپؓ کی طرف ہے حالانکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیکی کے کاموں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے تھے۔ذیل میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے منہج حسبہ سے معاصر نظام حسبہ کی بہتری کے لیے وجوہ استفادہ بیان کی جاتی ہیں۔

ا۔احتساب کے لیے ایسے عوامل کا تعین کیا جائے جن سے احتساب میں مدد لی جاسکے:

بیشک اللہ تعالی نے نیکی کے کاموں میں تعاون کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[10]

نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور برائی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تعاون علی البر ہی تو ہے تو اسواق و شوارع یا دوسرے مقامات پر جو منکرات ظاہر ہوتی ہیں ان کا احتساب کرنا اعوان کے خلل سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً وعظ و ارشاد، اصلاحی خطبات، تعلیم و تعلم کو عام کرنا، اخلاقیات اور نیکی کے کاموں، برائی کے انسداد کے لیے کانفرسیں، پروگرامز تشکیل دیے جائیں تو ان سے احتساب میں مدد لی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احتسابی نظام میں مختلف وسائل کے استعمال سے معاشرے کو برائیوں سے پاک کیا۔

۲۔ احتسابی عمل میں ترتیب اور تدریج کی اہمیت کا لحاظ رکھا جائے:

مراعاۃ التدریج و ترتیب الاولیات عمل احتساب کا اہم رکن ہے، ترتیب التدریج یہ ہے کہ احتسابی عمل سے اصل مقصد اصلاح ہی ہوتا ہے تو اس میں اصلاح کا کام بتدریج جاری رہے، ایسا نہیں کہ یک دم سختی سے احتساب کیا جائے اور ترتیب الاولیات یہ ہے کہ احکام و اوامر میں سے جس کا مقام و درجہ مقدم ہے یا جس چیز کی ضرورت مقدم سمجھی جاتی ہے اسے مقدم کیا جائے جیسے سب سے پہلے عقائد کی اصلاح پھر عبادات اور دوسرے احکام و معاملات اور جہاد وغیرہ چنانچہ یہی طرز عمل جناب رسالت مآب ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کا تھا جیسا کہ آپ ﷺ کی سیرت کا مکی دور صرف عقائد و عبادات کی اصلاح پر گزرا اور مدنی دور میں باقی اعمال کی اصلاح کی گئی۔ عمر بھی ایسے ہی احتساب کرتے تھے یعنی فرائض و واجبات سب سے پہلے پھر سنن و مستحبات وغیرہ کیونکہ حکمت کا یہی تقاضا ہے۔

۳۔ احتساب کے لیے صحیح وقت کا انتخاب کیا جائے:

احتساب کے لیے مناسب اوقات کی تعیین اور مناسبت کا جائزہ لینا اس لیے ضروری ہے کہ یہ انسانی دلوں کو پسندیدہ ہے اور اس سے قلوب کو راحت و تسکین ملتی ہے اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ احتساب کے لیے مناسب اوقات کے لیے غور و فکر کرتے تھے تو جب وہ دیکھتے کہ لوگ ذکر اللہ کی طرف مائل ہیں تو اس وقت ذکر و عبادات کی اصلاح کی کوشش کرتے اور اگر جہاد کا موقعہ ہوتا تو جہاد و صدقہ پر ابھارتے اور ان امور کی اصلاح کی کوشش کرتے، اور اگر لوگوں کے کسی کام میں غفلت و کاہلی دیکھتے تو زہد و تقویٰ کی تلقین کرتے جیسا کہ جابر بن عبداللہ جب گوشت خرید رہے تھے تو ان کے ساتھ معاملہ کیا۔ اسی طرح حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ والی یمن کے بارے میں جب خبر ملی کہ انہوں نے عیسائی عورت سے نکاح کر لیا ہے تو انھیں احتساباً طلاق دینے کا حکم کیا تاکہ لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ مجوسیوں سے نکاح جائز ہے کیونکہ وہ عورت مجوسیوں کے علاقے کی تھی۔

۴۔اسالیب احتساب مختلف اور ایک سے زائد استعمال کیے جائیں:

ہر وہ اسلوب جو لوگوں کے راستوں کو متاثر کرتا ہے وہ احتساب کے طرق میں شامل ہے، اسلوب مباشر جیسے ترغیب وترہیب کے ذریعہ اصلاح کرنا، اسلوب غیر مباشر جیسے قدوۃ الحسنۃ اور قول وعمل میں موافقت۔ خرید وفروخت کے معاملات میں عملی طور پر احتساب نہیں ہوتا بلکہ ایسی تربیت کی جاتی ہے جس سے مارکیٹ کی معاملات درست ہو جائیں اور بیع وشرا شریعت اسلام کے مطابق بن جائے، اسی لیے ضروری ہے مارکیٹ کی اصلاح کے لیے مختلف اسالب استعمال کیے جائیں اور ان میں عموم بھی ہو۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسالیب احتساب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ قیام حسبہ میں ایک سے زائد طرق اور وسائل کا استعمال کرتے تھے جن میں ترغیب، ترہیب، مجادلہ اور اپنے ہاتھ سے منکر کا خاتمہ کرنا شامل ہیں۔

۵۔وسائل احتساب مختلف النوع ہوں:

محتسب کو احتساب کرنے کے مختلف وسائل سے مکمل واقفیت ہونی چاہیے جیسے خطابت، کتابت، وعظ وارشاد، تغییر بالید پر قدرت وغیرہ کیونکہ منکرات بھی کئی قسم کے ہیں اور ان منکرات کی قباحت ونحوست کی شدت بھی مختلف ہوتی ہے، چنانچہ محتسب کو منکر کی حالت کے مطابق اسلوب احتساب اختیار کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل تھا۔ محتسب کو ہر وقت احتساب ومواخذہ کے لیے تیار رہنا چاہیے اور ایسے تیار ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت مختلف وسائل کو بروئے کار لا سکے تاکہ انسانی اجتماعی زندگی مفاسد سے پاک رہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مختلف وسائل کو بروکار لاتے ہوئے احتساب فرمایا کرتے تھے۔

اگر موجودہ نظام احتساب کو اس نظام حسبہ کے مطابق کیا جائے جو عہد فاروقی میں رائج تھا تو ایسے بہت سارے سرکاری محکموں کو صرف محکمہ احتساب میں ضم کیا جا سکتا ہے۔

محکمہ پولیس:

اکثر اسلامی ممالک میں محکمہ پولیس اور شہری حقوق کے دوسرے ادارے مغربی طرز پر کام کر رہے ہیں۔ آج کے دور میں تھانہ، چھاپے، تفتیش اور تشدد امن وامان کو برقرار رکھنے کے لیے ہنگامی اور معمولی ذمہ داریاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے بہت کم تعلق رکھتی ہیں بلکہ یہ صرف محکمانہ کارروائیاں ہیں۔ اگر ان محکموں کو حسبہ کے سپرد کر دیا جائے تو احتساب کے جامع فرائض کا تصور ممکن ہے۔

بلدیہ:

بلدیہ کے فرائض بھی حسبہ کے ضمن میں آتے ہیں، گندے پانی کی نکاسی، کھلے ندی نالے اور پینے کا پانی غرض بلدیہ کے جتنے فرائض ہیں وہ حسبہ کے ماتحت ہوں جس کی مثالیں عہد فاروقی کے نظام حسبہ سے ملتی ہیں جیسے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پولیس کا محکمہ قائم کیا جسے احداث کہا جاتا تھا جو زنا و سرقہ جیسے کاموں کی ابتدائی رپورٹ دیتا تھا اور پھر ان کے مقدمات شعبہ قضا کے ذریعے فیصل کیے جاتے تھے۔"قدامہ کو مالگزاری پر مامور کیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پولیس کی افسری کے لیے مقرر کیا اور ان کے ذمہ یہ امور لگائے: دوکاندار ناپ تول میں دھوکہ نہ دینے پائیں، کوئی شخص سڑک پر مکان نہ بنائے، جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادے، شراب اعلانیہ نہ بکنے پائے وغیرہ"۔[52]

محکمہ تعلیم:

محکمہ تعلیم کے فرائض بے شمار ہیں ایسا تو نہیں کہا جا سکتا کہ پورا محکمہ ہی حسبہ کے ماتحت کیا جائے لیکن تعلیم سے متعلق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کے زمرے میں جتنے شعبے آتے ہیں انہیں حسبہ کی نگرانی میں کر دیا جائے۔ مخلوط نظام تعلیم کی نگرانی کرنا، اقامتی اداروں میں بچوں کی تربیت کا ریکارڈ رکھنا، اس بات کو یقینی بنانا کہ کوئی مدرس شیطان کے بہکاوے میں آکر طالب علم کو جنسی تشدد کا نشانہ نہ بنائے۔ حسبہ کے اہلکار جائزہ لیں کہ کہیں کوئی مدرس نشے کا عادی تو نہیں، اسی طرح نصاب کا جائزہ لیا جائے کہ اس میں شرک و بدعت پر مبنی مواد شامل تو نہیں۔ جیسے اجتماعی اخلاق وآداب سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احتسابی عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عورتوں کو قبطی لباس پہننے سے منع فرماتے تھے کیونکہ اس سے پردہ ذائل ہوتا تھا، ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر آپ نے شرابی کے لیے اسی کوڑے کی سزا مقرر کیونکہ جب وہ شراب پیے گا تو اس پر نشہ ہو گا اور اس حالت میں شرابی ہذیان بکے گا اور تہمتیں لگائے گا۔ پھر یہی سزا شرابی کے لیے مختص کر دی گئی، اور ایسی ہی جنسی تشدد کرنے والوں پر حد جاری فرماتے تھے جس کی بدولت جرائم کا مکمل خاتمہ ہو چکا تھا۔

ابلاغ عامہ کی نگرانی:

اخبارات اور رسائل میں کس قسم کا مواد شائع ہو رہا ہے، عریاں تصاویر، ممنوعہ اور غیر شرعی اشیاء کے اشتہارات، پرینٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو شرعی ضوابط میں لانا وزارت حسبہ کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ جنہیں حضرت عمر کے منہج حسبہ سے معاصر و مروجہ نظام حسبہ کی بہتری کے لیے اخذ کیا گیا ہے اور وہ ذیل ہیں:۔

احتساب کے لیے ایسے عوامل کا تعین کیا جائے جن سے احتساب میں مدد لی جا سکے، احتسابی عمل میں تدریج، قابل احتساب امر کی اہمیت کا لحاظ رکھا جائے، احتساب کے لیے صحیح وقت کا انتخاب کیا جائے، اسالیب احتساب مختلف اور ایک سے زائد استعمال کیے جائیں، وسائل احتساب مختلف النوع ہوں۔ اگر ان وجوہ کو نظام احتساب میں بروئے کار لایا

جائے تو معاصر نظام میں بھی وہی جھلک نظر آئے گی جو حضرت عمر کے نظام حسبہ کی خوبیاں ہیں اور اسی طرح کا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جیسے عہد فاروقی میں تھا۔

خلاصہ کلام:

حضرت عمر کا نظام حسبہ منفرد خصوصیات اور علامات کا عامل تھا، آپ احتساب سے پہلے اجتماعی طور پر واضح دلائل کے ساتھ لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتے تھے۔ جب بھی آپ کو کسی منکر کی اطلاع ملتی تو پہلے اسکے اسباب کو واضح کرتے اور قابل گرفت بات کی وضاحت طلب کرتے، بغیر تحقیق اور جلد بازی سے فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ آپ معاشرے کی اصلاح اور نجات کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر زور دیتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت نرمی اور شفقت سے احتساب فرماتے تھے۔ یہ آپ کے منہج حسبہ کی خصوصیات تھیں جن کی بدولت لوگ آپ کی طرف مائل ہوتے تھے اور احتساب کو قبول کرتے تھے۔

آپ کے منہج حسبہ کی کچھ علامات بھی واضح ہوئی جن سے آپ کے منہج حسبہ کی پہچان ہوتی ہے۔ آپ کے دل میں اسلامی حمیت و غیرت موجود تھی، مسلمانوں کے ساتھ مہربانی اور محبت و شفقت والا معاملہ فرماتے تھے، اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور یقین رکھتے تھے، اپنے اصحاب سے مشورہ بھی کرتے تھے۔ آپ نے عدل و انصاف کو آسان انداز میں لوگوں میں پیش کیا، خود بھی عادل خلیفہ تھے اور اپنے عمال کو بھی عدل کا حکم دیتے تھے۔

حضرت عمر کے منہج حسبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے محتسب کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھے، علوم شرعیہ سے گہری واقفیت رکھتا ہو اور جس چیز کا حکم دے پہلے خود اس پر عمل کرنے والا ہو جیسا کہ حضرت عمر کا اسوہ تھا۔ جسکا احتساب کیا جا رہا ہے اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق مکمل تحقیق کے بعد تدریجا مواخذہ کیا جائے، نرمی اور سہولت والا معاملہ کیا جائے۔ احتساب کے لیے مناسب وقت کا انتخاب بھی ضروری ہے، مختلف وسائل اور اسالیب کو بروئے کار لایا جائے تو معاصر نظام حسبہ میں بھی وہی جھلک نظر آسکتی ہے جو کہ عہد فاروقی کے نظام حسبہ میں تھی۔

(References)

1۔ ابراهيم مصطفى، أحمد الزيات، حامد عبد القادر، محمد النجار، المعجم الوسيط (مجمع اللغة العربية بالقاهرة، دار الدعوة)، ۱: ۱۷۱۔

2۔ الجوھری أبو نصر إسماعیل بن حماد الفارابی، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة (بیروت، دار العلم للملایین، ۱۹۸۷م)، ۱:۱۰۹-۱۱۰۔

3۔ المرسي أبو الحسن علی بن إسماعیل بن سیدہ، المحکم والمحیط الأعظم، المحقق: عبد الحمید ھنداوي (بیروت، دار الکتب العلمیة – 2000م)، 3:208۔

4۔ الطیالسي سلیمان بن داود بن الجارود أبو داود، مسند أبي داود الطیالسي، المحقق: الدکتور محمد بن عبد المحسن الترکي، (مصر، دار ھجر – 1419ھ/1999م)، حدیث: 2481، 4:115۔

5۔ البغدادي علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصري أبو الحسن مکمل نام ونسب ہے جبکہ الماوردي کے نام سے مشہور ہیں شافعی فقیہ واصولی تھے بصرہ کے قصبہ بیچ ماء الورد میں ۳۶۴ھ بمطابق ۹۷۴ پیدا ہوئے اور بصرہ ہی میں پرورش پائی، نیشاپور کے قاضی بھی رہے خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے درمیان سفارت کا کام سے بھی منسلک رہے اور بغداد میں علوم عربیہ کے مدرس کی خدمات بھی انجام دیں اور ۴۵۰ھ بمطابق ۱۰۵۸ بغداد میں فوت ہوئے۔ (البغدادي أحمد بن علي الخطیب أبو بکر، تاریخ بغداد، المحقق: الدکتور بشار عواد معروف (بیروت، دار الغرب الإسلامی-1422ھ-2002م)، 13:587۔

6۔ المحکم والمحیط الأعظم، 3:207۔

7۔ عبد الکریم زیدان، أصول الدعوة (بیروت، مؤسسة الرسالة، 1421ھ-2001م)، 1:174۔

8۔ ابن خلدون عبد الرحمن بن محمد بن محمد، أبو زید، ولي الدین الحضرمي الإشبیلي، دیوان المبتدأ والخبر في تاریخ العرب، المحقق: خلیل شحادة (، بیروت، دار الفکر، 1408ھ-1988م)، 1:280۔

9۔ پروفیسر شہباز احمد چشتی، پاکستان میں اسلامی نظام احتساب، (لاہور، زاویہ پبلشرز)، ص: ۴۶۔

10۔ محمد رأفت عثمان، النظام القضائي في الفقه الإسلامي، الناشر: دار البیان، 1415ھ، 1994م، 147/1

11۔ ضیاء الدین، محمد بن محمد بن أحمد بن أبي زید، معالم القربة في طلب الحسبة، (بیروت، دار الفنون)، 1:21۔

12۔ تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبي القاسم بن محمد ابن تیمیہ الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی: 728ھ)، الحسبة في الإسلام، أو وظیفة الحکومہ الإسلامیہ (بیروت، دار الکتب العلمیة)، 1:272۔

13۔ سورة الانفطار: 13

14۔ الحسبة في الإسلام، 1:15۔

15۔ عمر بن محمد بن عوض نام، ضیاء الدین لقب اور السنامی نسبت ہے۔ تفسیر قرآن، امور انتظامیہ میں مہارت رکھنے والے حنفی عالم تھے، یمن اور یمامہ درمیان ایک قصبہ السنام کی طرف منسوب ہیں، ارض ہند میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی ۶۹۶ھ بمطابق ۱۲۹۷ فوت ہوئے۔ عمر کا ایک بڑا حصہ نظام الحسبہ سے منسلک رہے پوری عمر بدعات ومناکیر کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔ نصاب الاحتساب ان کی مشہور کتاب ہے۔ (عبد الحي بن فخر الدین بن عبد العلي الحسني الطالبی، الإعلام بمن في تاریخ الھند من الأعلام المسمی ب (نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر)، (بیروت، دار ابن حزم، 1999م)، 182/2

16۔ عمر بن محمد بن عوض الحنفي، نصاب الاحتساب، 1:۸۳۔

17۔ مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني الحاج خليفة، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، (بغداد، مكتبة المثنى - 1941م)، 1:1۔

18۔ ڈاکٹر ایم ایس ناز، اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار (ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۹)، ص ۶۵۔

19۔ سورۃ النحل: ۹۰۔

20۔ سورۃ آل عمران: 110۔

21۔ محمد بن جرير الطبري، أبو جعفر، جامع البيان في تأويل القرآن (بيروت، دار لكتب العلمية، 2000م)، 7:107۔

22۔ سورۃ آل عمران: 114۔

23۔ سورۃ آل عمران: 104۔

24۔ سورۃ الحج: 41۔

25۔ سورۃ المائدۃ: 78۔

26۔ مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ، (بيروت، دار إحياء التراث العربي، باب بیان کون نہی عن المنکر، ۶۹:۱، حدیث: ۷۸۔

27۔ أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني أبو عبد الله، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (مؤسسة الرسالة، 1421ھ - 2001م)، 38: 332، حدیث: 23301۔

28۔ سليمان بن أحمد بن أيوب الشامي الطبراني، أبو القاسم، مسند الشاميين، (بيروت، مؤسسة الرسالة، 1405–1984)، 4: 356، حدیث: 3541۔

29۔ عبد الكريم زيدان، أصول الدعوة، 1:174-175۔

30۔ إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي أبو الفداء، مسند أمير المؤمنين أبي حفص عمر بن الخطاب، المحقق: عبد المعطي قلعجي، (دار الوفاء-المنصورة، 1411ھ-1991م)، ۲:۶۶۰۔

31۔ ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني أبو عبد الله، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، (دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي)، باب الحكرہ والجلب، 2:728، حدیث: 2153۔

32۔ أبو بكر بن أبي شيبه، عبد الله بن محمد العبسي (المتوفى: 235ھ)، مصنف ابن أبي شيبه، المحقق: عادل بن يوسف العزازي وأحمد بن فريد المزيدي، (الرياض، دار الوطن–1997م)، 2:169، حدیث: 655۔

33۔ محمد بن عيسى بن سورة، الترمذي، أبو عيسى، سنن الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، (بيروت، دار الغرب الإسلامي– 1998م)، باب ماجالا يبيع حاضر للباد، 2:517، حدیث: 1223۔

34۔ مالک بن أنس بن مالک، موطأالإمام مالک، المحقق: بشار عواد معروف - محمود خلیل، بیروت، مؤسسة الرسالة، 1412ھ، باب القضاء فی المرفق،2:467، حدیث:2896۔

35۔ سنن الترمذی، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع،2:597، حدیث:1315۔

36۔ سورة الذاریات:۵۶۔

37۔ سورة النحل:۹۰۔

38۔ سورة الاعراف:157۔

39۔ سورة النحل:۳۶۔

40۔ سورة التوبة:۷۱۔

41۔ سورة القیامة:۳۶۔

42۔ سورة الشوریٰ:30۔

43۔ مسند الإمام أحمد،1:178۔

44۔ عبد اللہ بن الزبیر بن عیسی أبو بکر (المتوفی: 219ھ)، مسند الحمیدي، حقق نصوصه وخرج أحادیثه: حسن سلیم أسد الدّارانيّ، (دمشق–سوریا، دار السقا،1996م)،1:149، حدیث:3۔

45۔ یہ روایت کسی مستند متن حدیث سے نہیں ملی البتہ تفسیر روح البیان اور معالم القربہ میں مذکور ہے (إسماعیل حقي بن مصطفى، المولى أبو الفداء، روح البیان، (بیروت، دار الفکر)۲:۴۷۔ معالم القربة في طلب الحسبة،۱:۱۸۔

46۔ عبد الرحمن بن حسن حَبَنَّكَة المیدانی الدمشقي، الحضارة الإسلامیة، (المتوفی: ۱۴۲۵ھ)، دار القلم - دمشق، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸م ۱/۶۳۲-۶۳۴،

47- https://nab.gov.pk/home/introduction, Accessed: Feb 20,2020

48- http://www.fia.gov.pk/en/vision, Accessed: Feb 15,2020

49- https://www.filer.pk/federal-board-of-revenue, Accessed: jun 15,2020

50-https://en.wikipedia.org/wiki/Intelligence_Bureau_(Pakistan),Accessed:March18,2020

51۔ سورة المائدة:2۔

52۔ اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار، ص250۔